(جناب محمد یونس میو صاحب لیکچرار ڈسکہ)

پاک امریکہ تعلقات
اور
امریکہ سے استمداد کی حقیقت

آج امریکہ (ریاست ہائے متحدہ) ساری دنیا پر حکمرانی کا خواب دیکھ رہا ہے ایک وہ زمانہ تھا جب وہ بحر اوقیانوس (ATLANTIC OCEAN) کے ساحلی علاقوں میں انگریزوں کی نوآبادیوں (COLONIES) کی حیثیت میں غلامی کے دن گزار رہی تھیں ٹیکس دیتی اور ہر طرح کے ظلم برداشت کرتی تھیں جارج سوم کے زمانے میں ان نوآبادیوں نے واشنگٹن کی قیادت میں علم بغاوت لہرایا اور ۱۵ نومبر ۱۷۷۷ء کو یہ ریاستیں ریاست ہائے متحدہ (STATES OF AMERICA UNITED) کے نام سے دُنیا کے نقشے پر ابھری۔
(ورلڈ کانسٹی ٹیوشن ص ۱۱۵)

امریکہ میں بظاہر صدارتی نظام حکومت ہے لیکن اختیارات کا محور و مرکز ہمیشہ سے وفاقی مجلس قانون ساز (FEDERAL LEGISLATURE) المعروف کانگرس رہی ہے۔ یہاں تک کہ صدر بھی کانگرس کی اکثریت کے خلاف کچھ نہیں کرسکتا اور ایسے تمام بلوں کو منظور کرنے پر مجبور ہے جن کو یہ یہودی کانگرس دو تہائی اکثریت سے منظور کر لیتی ہے۔ (دنیا کی حکومتیں) ص ۱۲۸)

قیام پاکستان کی مخالفت

بہت کم لوگ یہ حقیقت جانتے ہوں گے کہ نہ صرف برطانیہ بلکہ امریکہ بھی قیام پاکستان کا مخالف تھا۔ امریکیوں کا خیال تھا کہ وہ متحدہ ہندوستان میں بہتر طریقے سے اپنے مفادات کا تحفظ کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور ۱۴ اپریل ۱۹۴۷ء امریکہ کے سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے انڈر سکرٹری ڈی ایچی سن نے لندن میں امریکی سفارت خانے کو بھجوائے جانے والے پیغام میں کہا تھا (صفحہ نمبر ۲)

"کہ ہم نے ماضی میں یہ چاہا ہے کہ حکومت برطانیہ "متحدہ ہندوستان" میں اقتدار مقامی قیادت کو منتقل کردے کیونکہ اس خطے میں ہمارے سیاسی و اقتصادی مفادات صرف اس صورت میں برقرار رہ سکتے ہیں کہ "ہندوستان تقسیم نہ ہو۔ (محسن پاکستان۔ ڈاکٹر عبد القدیر خان ص ۳۱۶)

پاکستانی حکمران اور امریکہ

ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ پاکستان صرف مسلمان ملکوں سے گہرے رو
پیدا کرتا لیکن ہوا یہ کہ پاکستانی حکمرانوں نے آغاز ہی سے مسلما
ریاستوں کو نظر انداز کر کے امریکہ و برطانیہ سے اپنے تعلقات استوار کرنا چاہئے۔ یہاں تک کہ سویز
مسئلہ پر بھی وہ مغرب کی صف میں کھڑا ہو گیا۔ وزیر اعظم سہروردی نے دسمبر ۱۹۵۶ء کو نیشنل اسمبلی میں تق
کرتے ہوئے کہا "امریکہ اور برطانیہ جیسی بڑی طاقتوں کے ساتھ بندھنے کی بجائے ہم مسلمان ملکوں سے
متحد کیوں نہیں ہوتے؟ میرا جواب ہے کہ صفر + صفر + صفر بہرحال صفر ہی رہے گا۔ ۲۲ فروری ۱۹۵۷ء
کو انہوں نے کہا یہ ہماری بڑی خوش قسمتی ہے کہ ہماری پشت پر ایک طاقتور ملک (امریکہ) ہے جو ہما
سالمیت اور سیاسی آزادی کی ضمانت دے رہا ہے۔ پھر ۲۵ فروری کو انہوں نے مزید کہا وہ یہ یاد رکھ
کہ ہم دل و جان سے ان کے ساتھ ہیں۔ اگرچہ ہم چھوٹے ہیں ...... ان کو ہم سے زیادہ بڑا وفادار دو
نہیں ملے گا۔ صدر ایوب نے جولائی ۱۹۶۵ء کو فارن افیرز میں لکھا "پاکستان نے کھلم کھلا اور غیر مشرو
طور پر اپنی قسمت مغرب کے ساتھ وابستہ کر دی ہے" ۱۷ جولائی ۱۹۶۱ء کو انہوں نے کہا جب مشکل وقت پڑے
تو ایشیا میں پاکستان امریکا کا واحد دوست ہوگا۔ امریکہ نے جب آنکھیں پھیرنا شروع کیں تو مسٹر بھٹو نے
۲۴ جولائی ۱۹۶۳ء کو نیشنل اسمبلی میں گلہ کیا "ہم نے مغرب کے لیے قربانیاں دیں ہیں مسٹر کروشچیف نے
دھمکی دی کہ پاکستان کو نیست و نابود کر دیا جائے گا۔ ہم نے اپنا پورا مستقبل مغرب کے ساتھ اتحاد کے دا
پر لگا دیا لیکن آج کیا ہو رہا ہے۔ موجودہ حکومتیں بھی اپنے بڑوں کے نقش قدم پہ امریکہ کی خوشنودی کے
بے چین ہیں۔

(دستاویزات ص ۱۲۵، ص ۱۳۴، ص ۱۲۸، ص ۱۸۷، ص ۲۵۳، ص

امریکی امداد کی کہانی

جس بے سرو سامانی کے عالم میں پاکستان بنا اس کی وجہ سے امریکا کے در تک
جانے میں اس کا ایک اہم ہدف اسلحہ کا حصول تھا۔ ۱۹۵۵ء - ۱۹۶۵ء کے دورا
امریکا کے فراہم کردہ ۹۰۰ ملین ڈالر کے اسلحہ نے یقیناً پاکستان کی دفاعی صلاحیت میں نمایاں اضافہ کیا۔ لیک
اسلحہ جس مقدار میں ملا اس کی جتنی گراں سیاسی قیمت پہلے یا بعد میں وصول کی گئی اتنا اسلحہ نہیں دیا گیا اور جو
جس رفتار سے ملا۔ جس طرح اس پر بار بار بندشیں لگتی رہیں وہ یہ ظاہر کرنے کے لیے کافی ہے کہ یہ اسلحہ
پاکستان کے دفاع اور سلامتی کے لیے نہ تھا۔

امریکہ نے پاکستان کو اسلحہ کی فراہمی پر پہلی پابندی ۱۲ مارچ ۱۹۴۸ء کو لگائی۔ کشمیر میں فوجی کارروائیوں
کے آغاز کے نتیجہ میں وزیر خارجہ جارج مارشل کی سفارش پر صدر ٹرومین نے بغیر اعلان کے یہ غیر رسمی پابندی

ںدکی ردستاویزات صفحہ ۹۸)

غیر جانب داری کے نام پر یہ پابندی انتہائی جانب دارتھی اس لیے کہ اس وقت پاکستان کے پاس رتوس تک بھی نہ تھے۔ یہ پابندی اتنی شدید تھی کہ جب مئی ۱۹۴۸ء میں برطانوی حکومت نے کچھ کارتوس پاکستان بھیجنا چاہے تو اس کو منع کر دیا گیا۔ یہ پابندی ۲۹ مارچ ۱۹۴۹ء کو اٹھائی گئی۔ ۸ستمبر ۱۹۶۵ء عین پاک بھارت ے کے دوران صدر جانسن نے دوسری بار پاکستان کو ہر قسم کے اسلحہ کی ترسیل پر بلکہ تمام معاشی امداد پر بھی مکمل ںدی عائد کر دی۔ پھر صدر نکسن نے چین سے تعلقات استوار کرانے میں پاکستان کی مدد کے صلہ میں ۱۹۶۹ء میں ت ایک کی بنیاد پر پاکستان کو نقد ادائیگی پر ۳۰۰ مسلح فوجی بردار گاڑیاں (APC) فراہم کرنے کی منظوری دیتے ظیم احسان کیا۔ لیکن ۷۱-۱۹۷۰ء میں مشرقی پاکستان میں فوجی کاروائی اور کانگریس کی شدید مخالفت کی بنیاد صلہ ن بات اس سے آگے نہ بڑھ سکے۔ بلکہ اپریل ۱۹۷۱ء میں پھر مکمل پابندی لگادی گئی اور ۳۰۰ گاڑیوں کی فراہمی بھی ی قیمت پاکستان ادا کر چکا تھا ۱۹۷۵ء جا کر مکمل ہوئی۔ (ترجمان القرآن۔ اگست ۱۹۹۴ء)

مسٹر بھٹو نے بھی اسلحہ کا روزن کھلوانے کے لیے جان توڑ کوشش کی ان کے واشنگٹن کے دورے کے ۱ اپریل ۱۹۷۲ء میں پھر کھڑکی ذراسی کھولی گئی اور کچھ فالتو پرزے فراہم کیے گئے۔

دسمبر ۱۹۷۹ء میں جب روس نے افغانستان پر حملہ کیا تو امریکہ کے رویہ میں راتوں رات تبدیلی آگئی صدر کارٹر ے نائب برائے قومی سلامتی ڈاکٹر زبگینو برزنسکی نے ۳۰ دسمبر کو کھلے عام امریکہ کے اس عہد کی تجدید کی کہ پاکستان ، علاقائی سلامتی کے لیے امریکہ کو اپنی فوجی قوت بھی استعمال کرنا پڑی تو اس سے بھی دریغ نہیں کیا جائے گا۔ ۱۲ جنوری ۱۹۸۵ء واشنگٹن میں صدر کارٹر، مسٹر وینس اور ڈاکٹر برزنسکی نے پاکستان کے مشیر امور خارجہ آغا ہی کی زیر قیادت پاکستانی وفد سے مذاکرات کیے اور سرکاری ذرائع نے انکشاف کیا کہ امریکہ نے پاکستان کو ںدہ دو برسوں کے دوران ۴۰ کروڑ مالیت کی اقتصادی اور فوجی امداد کی پیش کش کی ہے۔ جون ۱۹۸۲ء کے ںد امریکہ نے پاکستان کو ۱۶-F طیاروں، وولف ہیلی کاپٹر، سٹنگر میزائل اور دوسرے مختلف نوع جدید تھیاروں کی ترسیل شروع کی یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ایف-۱۶ طیاروں کے تین اسکواڈرن فروخت رنا منظور کیا قیمت بھی لے لی لیکن مطلوبہ تعداد میں طیارے ابھی تک فراہم نہیں کیے گئے جس کی وجہ سے پاکستان ر ۶۵ کروڑ اسی لاکھ ڈالر کا نقصان ہو رہا ہے۔

ر نیج پلانٹ کی خریداری اور امریکہ عربوں اور اسرائیل کے درمیان اکتوبر ۱۹۷۳ء کی جنگ کے بعد تیل کی قیمتوں میں زبردست اضافہ کے باعث پاکستان اپنی توانائی کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے ایٹمی بجلی گھروں کے قیام کا منصوبہ بنایا اس سلسلہ میں جب

فرانس نے پاکستان کے ساتھ ایک معاہدہ پر دستخط کیے جس کے تحت فرانس نے ایک ایٹمی ری پراسیسنگ پاکستان کو مہیا کرنا تھا لیکن امریکہ نے پاکستان کو یہ معاہدہ منسوخ کرنے پر مجبور کر دیا اور امریکی وزیر خارجہ ہنری کسنجر نے پاکستان کو پلانٹ حاصل کرنے کی صورت میں سبق سکھانے کی کھلی دھمکی دی۔ دوسری طرف امریکہ نے اسرائیل کو ایٹمی طاقت بنایا۔ ابھی تک امریکہ نے پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو بہانہ بنا کر ہر قسم کی امداد پر پابندی عائد کی ہوئی ہے۔ (خارجہ پالیسی ۔ص ۳۸۵، ۳۸۴)

بھارت اور امریکہ امریکہ کی پاکستانی دشمنی کا ایک بڑا ثبوت یہ ہے کہ وہ ۱۹۶۲ء سے بھارت کی امداد کر رہا ہے۔ چین بھارت سرحدی جھڑپ کے بعد امریکہ نے بھارت کی بے پایاں فوجی امداد کی ہے اور ۱۹۶۴ء میں پنڈت نہرو کے انتقال تک بھارت کروڑوں ڈالر کا امریکی اسلحہ حاصل کر چکا ہے ۱۹۶۱ء میں جب ڈیموکریٹک پارٹی برسر اقتدار آئی تو امریکہ کے پالیسی سازوں نے پاکستان کو فوجی امداد پر نکتہ چینی کی اور یہ کہنا شروع کیا کہ پاکستان کو فوجی امداد دینے سے امریکہ اور بھارت کے تعلقات متاثر ہوئے ہیں۔ چنانچہ چیسٹر باولز نے "ایشیا اور امریکی پالیسی" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا جس سے امریکہ کی بھارت نوازی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

"یہ حساب تو بڑا مضحکہ خیز ہے کہ آٹھ کروڑ پاکستانیوں کی امداد کر کے ۴۳ کروڑ بھارتی باشندوں کو ناراض کیا جائے۔ پھر پاکستانی بھی ایسے جو دو حصوں میں بٹے ہوئے ہیں اور ان میں ایک ہزار میل کا بھارتی علاقہ حائل ہے۔" (پاکستان کی خارجہ پالیسی ۔ ۳۶۷)

امریکہ اور کشمیر کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے۔ امریکہ سے اس کی مکمل وابستگی کا ایک بڑا ہدف یہ بھی تھا کہ کشمیر میں رائے شماری کرانے کے لیے امریکہ اپنا وزن ڈالے گا۔ لیکن شہادتوں کے انبار ہیں کہ امریکہ نے کشمیر کے مسئلہ کے لیے چند رسمی کاروائیوں اور خوشنما الفاظ کے علاوہ نہ کچھ کیا اور نہ کرنا چاہا۔

لیاقت علی خان تو اتنا سادہ لوح تھے کہ وہ سمجھتے تھے کہ امریکہ کشمیر میں ہندوستان کی جارحیت کو کوریا کی جارحیت کے مساوی سمجھے گا۔ جیسے آج لوگ توقع رکھتے ہیں کہ امریکہ بوسنیا میں اسی طرح کاروائی کرے گا جس طرح اس نے خلیج میں کی وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ کوریا اور خلیج میں مغربی مفادات اور تیل بستے تھے جب کہ کشمیر اور بوسنیا میں صرف مظلوم انسان اور وہ بھی مسلمان۔ اب جب کہ ہندوستان کشمیر میں بدترین مظالم ڈھا رہا ہے امریکہ نے پاکستان کو دہشت گرد قرار دے رکھا ہے۔

حالات کچھ بھی ہوں امریکہ سے کسی بھلائی کی توقع رکھنا بیکار ہے۔

لمان حکمران اپنا قبلہ درست کریں

جب مسلمانوں کے بُرے دن آتے ہیں تو ان کے دلوں سے اللہ کا خوف اور ایمان نکل جاتا ہے یا یوں کہیے کہ جب یہ
بان ویقین سے محروم ہوتی ہے تو فکر وعمل کی غلامی اس کا مقدر بنتی ہے۔ تاریخ گواہ ہے بدر، حنین، قادسیہ
روات ہوں قیصر وکسریٰ کی تسخیر ہو، صلیبی جنگیں ہوں ۔ پاک بھارت معرکے ہوں یا افغانستان کا جہاد ۔ ہر
ور زمانے میں مسلمانوں کی فتح کی ضامن اللہ کی مدد اور نصرت ہی رہی ہے ۔ جہاں مسلمانوں کی نظر اپنی تعداد
سباب پر گئی اللہ کی تائید اور نصرت سے محروم ہو گئے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب میری
، دُنیا کو بڑی چیز سمجھنے لگے گی تو اسلام کی ہیبت اور وقعت ان کے دلوں سے نکل جائے گی ۔ افسوس!

انہ آگیا اب اللہ کی توحید وعظمت ہمارے دلوں سے نکل گئی جو کبھی اہل ایمان کی اصل طاقت تھی ۔
رر وہ جن سے لوگوں نے کہا تمہارے خلاف بڑے لوگ جمع ہو گئے ہیں ان سے ڈرو تو یہ سن کر
ان کا ایمان اور بڑھ گیا اور انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین
کارساز ہے ۔" (القرآن)

جب مسلمان حکمران امریکہ جیسے ملک کی پشت پناہی کو اپنی سالمیت اور آزادی کا ضامن سمجھیں تو پھر بڑا بیر
در کی بات کرنا بیکار ہے ۔ چوروں اور ڈاکوؤں سے ڈر کر اُن سے دوستی کرنا کہاں کی عقل مندی ہے۔
، کارڈینل ولزلے رم ۔ ۱۵۲۵) کو جس نے برطانیہ کے ہنری ہشتم کی وفاداری اور یکے بعد دیگرے اس
دیوں کیلئے اجتہاد وتعریف میں اپنی جان لڑا دی تھی بالآخر بادشاہ نے موت کی کوٹھری میں پہنچا دیا ۔ تو اس
ہا اگر میں نے اتنی ہی جانثاری سے اپنے خدا کی خدمت کی ہوتی تو وہ مجھے اس انجام تک نہ پہنچاتا ۔
جس یکسوئی اور اخلاص سے ہم نے امریکہ کی طرف دیکھا اگر اپنے خدا کی طرف دیکھتے اور اس کا دامن
نے تو اس انجام تک نہ پہنچتے ، آخر ہم قرآن کے اس فیصلے کا یقین کیوں نہیں کرتے ۔

" اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا اور اگر وہ تمہارا ساتھ چھوڑ دے تو
اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کرے اور مومنوں کو چاہیئے کہ اللہ ہی پر اعتماد کریں ۔" (آل عمران)

افسوس ہم نے اللہ ۔ رسولؐ اور ایمان والوں کی دوستی اختیار نہ کی حالانکہ یہ کام بہت آسان اور
ِ عزت و وقار تھا ۔ اقبال نے سچ ہی کہا تھا ۔

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نا امیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے ؟